مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، ۲۰۰۸ سے حصہ نمبر ۸ اور ۹ میرے نام ہے، جس سے خریدی ہے اس نے میرے نام کروائی ہے، کیونکہ یہ میرے والد نے خریدی ہے، میرے والد صاحب نے ہی پیسے دیئے تھے، والد صاحب کی وفات ۲۰۱۳ میں ہوئی، میں کاروبار میں والد صاحب کے ساتھ تھا، کام میں نے سنبھالا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ یہ جگہ والد صاحب کے ترکہ میں شمار ہوگی یا نہیں؟

جبکہ باقی جگہ ابھی ہمارے نام نہیں ہے، کیونکہ یہ ابھی تک پہلے مالکوں کے نام ہے، بھائی اسلام کی شادی ۱۹۸۲ میں ہوئی، جبکہ بھائی عابد کی شادی ۱۹۸۷ میں ہوئی، ۱۹۸۸ میں والد صاحب نے دوعدد خراد کی مشینیں اور دوکان دے کر ان سے کہا کہ تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ بھائی اسلام کے پاس حصہ نمبر ۴ جبکہ بھائی عابد کے پاس حصہ نمبر ۵، ۳ ہے، میرے پاس حصہ نمبر ۹ ہے، عمران کے پاس حصہ نمبر ۲ ہے، ہم سب کے پاس یہ حصے موجود ہیں، جبکہ بقیہ حصے (۸، ۷، ۶، ۱) کا کرایہ دسمبر ۲۰۲۱ تک ۴۵ لاکھ آیا ہے، جس میں سے عمران کو ۱۲ لاکھ دیئے، کیونکہ اس کے پاس دوکان نہیں تھی، اس نے باہر دوکان کرایہ پر لی ہوئی تھی، اس نے کہا میری دوکان کا کرایہ اس میں سے دو کیونکہ میرے پاس دوکان نہیں ہے، چار سال ہوگئے ہیں اس کو اپنے پاس سے دوکان دی ہے، اسلام کو دولاکھ اور عابد کو بھی دولاکھ دیئے، بہنوں کو بھی پیسے دیئے اور اخراجات بھی کئے ہیں، مرمت اور ٹیکس وغیرہ۔ میں نے کہا ہم سب پیسوں کو برابر تقسیم کرلیتے ہیں، جو کرایہ میں سے آئے ہیں، لیکن بہنیں کہتی ہیں جو دوکانیں، آپ کے پاس ہیں، ان کا کرایہ بھی بیچ میں ڈالو، یہ بات اس نے اب کی ہے پہلے کبھی نہیں کی، ہم چار بہنیں اور چار بھائی ہیں، اب سوال یہ ہے کہ جو دوکانیں ہمارے پاس ہیں کیا ان کا بھی کرایہ ڈالنا ہے کہ نہیں؟

وضاحت: والد صاحب نے کسی بھی بیٹے کو کوئی بھی حصہ ہبہ یا مالک بنا کر نہیں دیا تھا۔

الجامعۃ الاشرفیۃ
دار الافتاء
شارع فیروزپور لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ زندگی میں جو کچھ دیا جاتا ہے، وہ ہبہ کہلاتا ہے اور ہبہ کے مکمل ہونے کے لئے کامل قبضہ کا پایا جانا شرط ہے اور کامل قبضے کے لئے ضروری ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز پر موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا جارہا ہے) کا مکمل مالکانہ قبضہ واختیار دے دیا جائے۔

بشرط صحت بیان صورت مسئولہ میں ساری جائیداد (پلاٹ وغیرہ) والد صاحب کی کمائی سے والد صاحب نے خریدی پھر پلاٹ کا کچھ حصہ سائل کے نام رجسٹری کروادی، چند بیٹوں کو پلاٹ کے مختلف حصوں پر کام کرنے کے لئے کہا، کسی بھی بیٹے کے لئے ہبہ وغیرہ کے ذریعے مالک بنانے کی صراحت نہیں کی تھی۔ لہذا سائل کے والد کی وفات کے بعد یہ مذکورہ جگہ سائل کے ترکہ میں شامل ہو گئی، جس میں ہر ہر شرعی وارث کا حق اپنے حصے کے مطابق آگیا، جو دو کانیں سائل یا ان کے بھائیوں کے پاس ہیں، ان میں بھی بہنوں کا حصہ ہے، تاہم بہنوں نے والد صاحب کی وفات کے وقت اپنے حصے کا کرایہ لینے کی صراحت نہیں کی تھی، اس لیے جو وقت گزر گیا اس کے کرائے کا تقاضا نہیں کر سکتیں، البتہ جو دو کانیں کرایہ پر تھیں ان سے آنے والے کرایہ میں بہنوں کا اپنے حصے کے مطابق حق ہو گا۔ اگر سائل کے والد کی وفات کے وقت ان کے شرعی ورثاء میں صرف چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہی شامل تھیں تو حقوق ثلاثہ کی ادائیگی کے بعد کل حلال ترکہ کے 12 برابر حصے کر کے ہر ہر بیٹے کو 2، 2 حصے یعنی 16.66 فیصد اور ہر ہر بیٹی کو 8.33 فیصد دیا جائے گا۔

۱. قال الله تبارک وتعالیٰ: {يُوصِيكُمُ اللهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ} [النساء، جزء آیت: ۱۱]
۲. عن عثمان و ابن عمر وابن عباس رضي الله عنهم أنهم قالوا : لا تجوز صدقة حتى تقبض۔ (رواہ البیہقي ۶۔۱۷۰، إعلاء السنن ۱۶۔۹۱ رقم: ۵۲۶۴ دار الکتب العلمية بيروت)
۳. عن معاذ بن جبل و شريح رضي الله عنهما أنهما كانا لا يجيز انها حتى تقبض" ـــ (رواہ البیہقي ۶۔۱۷۰، إعلاء السنن ۱۶۔۹۱ رقم: ۵۲۶۵ دار الکتب العلمية بيروت)
عن إبراہیم قال: الهبة لا تجوز حتى تقبض، والصدقة تجوز قبل أن تقبض۔ (المصنف لعبد الرزاق / باب الهبات ۹۔۱۰۷، التعليقات على الهداية / كتاب الهبة ۶۔۲۳۸ مكتبة البشرى كراجي) في شرح المجله للاتاشی ۴/۱۳۴.
كل يتصرف في ملكه كيف شاء لان كون الشى ملكا لرجل يقتضى ان يكون مطلقا فى التصرف فيه كيفما شاء .
۶. كما في الصحيح البخاري ۱/۳۵۲
عن حميد بن عبدالرحمن و محمد بن النعمان بن بشير رضي الله عنه أن أباه أتي به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم اني نحلت ابني هذا غلاما. فقال : أكل ولدك نحلت مثله ؟ قال: لا قال: فارجعه" والله تعالٰی اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ
رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
۳۰/صفر المظفر/۱۴۴۴ھ
27/ستمبر/2022ء

الجواب صحیح
27-9-2022

الجواب صحیح

الجامعۃ الاشرفیۃ
دار الافتاء
شارع فیروز پور لاہور پاکستان

45/147